باب۔46

قتل، قصاص اور دیت

☆ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا .

ترجمہ: اور مسلمان کا کام نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کرے مگر خطا سے۔ اور جو کسی مسلمان کو خطا ہی سے مار ڈالے تو اس پر دیت واجب الادا ہے مسلمان غلام کا آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو دیت اور خوں بہا پہنچا دینا مگر اگر وہ خود معاف کر دیں تو خیر۔ پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمھاری دشمن ہو اور وہ مقتول مسلمان ہو تو ایک مسلمان غلام آزاد کر دے۔ اور اگر وہ اس قوم سے ہو کہ اس میں اور تم میں معاہدہ و میثاق تھا تو اس کے وارثوں کو دیت ادا کر دینا چاہیے اور مسلمان غلام بھی آزاد کر دینا چاہیے۔ اگر (غلام) تم کو میسر نہ ہو تو پے در پے دو مہینے تک روزے رکھو، اللہ سے معافی چاہنے کے لیے۔ اور اللہ علم والا ہے، حکمت والا ہے۔ (سورۃ النسآء : آیت 92)

☆ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۔

ترجمہ: اور جو کوئی کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس کی سزا دوزخ ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہو گا اور اس کی لعنت ہو گی اور اس کے لیے اللہ نے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔ (سورۃ النسآء : آیت 93)

Sadiqui Publications

صاحبو! انسان اشرف المخلوقات ہے۔ جب تک انسان پیدا نہ ہوا تھا عالم تنِ بے جان تھا۔ شانِ حاکمانہ کا ظہور نہ ہوا تھا۔ انسان ہی سے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کا ظہور ہوتا ہے۔ انسان اسماءِ الٰہیہ کا مظہر تام، a perfect exhibit ہے۔ انسان کو مار ڈالنا گویا مظہر تام کو تمام کردینا ہے۔ اسی واسطے آدمی کا قتل، بدترین گناہ ہے۔

کھلونا سمجھ کر بگاڑو نہ ہم کو
کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

- قتل کے کئی اقسام ہیں۔

(1) قتل بالعمد: جان بوجھ کر کسی کا قتل کرنا۔ یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ اس کی سزا قصاص (blood for blood) ہے۔ اگر مقتول کے ساتھیوں میں سے کوئی ایک معاف کردے تو دوسروں کو دیت یعنی compensation یا blood money دینی پڑے گی۔

(2) قتل شبہ عمد: کسی نے ایسی چیز سے مارا جو عموماً قتل کے لیے موضوع نہیں یعنی اُس کام کے لیے بنایا نہیں گیا مثلاً کسی نے لٹھ سے مار دیا۔ ایک مرتبہ مولوی لطف اللہ صاحب اور مولوی افضل حسین صاحب میں بندوق سے مارنے کے متعلق بحث تھی۔ مولوی لطف اللہ صاحب اِس کو شبہ عمد (unintentional) سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں گولی آلۂ جارحہ نہیں ہے، یعنی کاٹنے والی چیز نہیں ہے بلکہ صدمہ سے پھاڑتی اور مارتی ہے۔ مولوی افضل حسین صاحب کہتے تھے کہ گولی سے زیادہ کوئی چیز بالارادہ قتل پر دلالت نہیں کرتی۔ تلوار سے بچنا ممکن ہے مگر بندوق سے بچنا مشکل ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ عمد اور شبہ عمد کا دارومدار، ارادے پر ہے۔ گولی سے زیادہ کوئی دوسری چیز پختہ ارادۂ قتل پر دلالت نہیں کرتی۔ اس کی سزا وارثوں کو دیت دینا، غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور غلام آزاد نہ ہوسکے تو پے درپے دو مہینے تک روزے رکھنا ہے۔ مزید یہ کہ قاتل اگر مقتول کی وراثت کے دائرہ میں آتا بھی ہے تو وہ وراثت کے اس حق سے بھی محروم رہے گا۔

(3) قتلِ خطا: غلطی اور چُوک سے کسی کا مارا جانا۔ مثلاً شکار سمجھ کر دور سے ہرن کا نشانہ لیا لیکن قریب پہنچے پر وہ آدمی نکلا۔ یا جنگ میں کسی کو کافر سمجھ کر گولی ماری اور وہ مسلمان نکلا۔ یا نشانہ لگانے کی پریکٹس کر رہا تھا کہ گولی کسی آدمی کو لگ گئی۔ اس کی سزا بھی ترکہ یعنی جائیداد سے محرومی، دیت اور غلام کا آزاد کرنا، اور نہ ہو تو دو مہینے تک روزے رکھنا ہے۔

(4) شبہ خطا: یہ خطا کے قائم مقام ہے۔ مثلاً ایک آدمی سوتا ہوا دوسرے آدمی پر آ گرا جس سے وہ مر گیا۔ اِس کا حکم بھی قتلِ خطا کا ہے۔

(5) قتل بالسبب : راستہ میں کنواں کھودا اور اس میں ایک آدمی گر کر مر گیا۔ احناف کے پاس نہ اس میں دیت ہے نہ کفارہ، نہ میراث سے محرومی۔ جب کہ شوافع کے پاس اس صورت میں کفارہ اور میراث سے محرومی ہے۔

- قصاص

آج کل جھوٹے رحم کی ایک ہوا ہے کہ بہہ رہی ہے۔ یعنی قصاص لینے کو بے رحمی اور سخت دلی سمجھنے لگے ہیں۔ حکام، قتلِ عمد (deliberate murder) پر بھی عمر قید یا بیس (20) سال قید کی سزا دیتے ہیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ بد معاش، بدطینت لوگ، ظلم و ستم کرنے والے دوسرے کو مار ڈالتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ چند روز قید بھگت کر کسی " آزادی کی سالگرہ " میں عام معافی کے تحت چھوٹ جائیں گے۔ یاد رکھو یہ رحم نہیں ہے۔ یہ غریبوں پر ظلم و ستم ہے۔ اللہ فرماتا ہے، وَ لَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیَاۃٌ یعنی قصاص لینے میں تمھاری بڑی زندگی ہے (سورۃ البقرۃ : آیت 179)۔ قتل کا ارادہ کرنے والا جب سمجھتا ہے کہ میں کسی کو ماروں گا تو قصاص میں میری جان بھی جائے گی تو وہ ہرگز قتل نہ کرے گا۔ اس طرح دونوں کی جان بچ جائے گی۔ یعنی مقتول اور قاتل کی۔

بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ اگر قاتل صرف قتل کا مرتکب ہو تو اس کو صرف قتل کرنا چاہیے۔ اگر قتل کے ساتھ غارت گری بھی کی ہو تو بعد قتل، عبرت کے خیال سے سولی پر لٹکایا جاسکتا ہے، یا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹ دیا جاسکتا ہے۔ اگر صرف مال لوٹا ہو تو اس کا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹ دیا جاسکتا ہے۔ اگر صرف لوگوں کو ڈرایا ہو تو اس کو شہر بدر کیا جاسکتا ہے یا قید کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے مقام سے جدا رکھنے میں، شہر بدر کرنے سے کم نہیں ہے۔ ان سب صورتوں میں گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کر لیں تو معافی کی امید ہے۔ گرفتار ہونے کے بعد حقوق العباد، خواہ مالی ہوں یا جانی، عدالت اس کی سزا سنائے گی۔

- دیت یعنی compensation کیا ہے؟

سو (100) اونٹ، یا ہزار (1000) دینار، یا دس ہزار (10,000) درہم۔ امام شافعی کے پاس بارہ ہزار (12,000) درہم ہیں۔ دیت تین سال میں بتدریج قاتل کے کنبہ اور قوم سے، جسے "عاقلہ" کہتے ہیں لی جاسکتی ہے۔ جو لوگ نفع و نقصان میں شریک ہوتے ہیں وہ اس کے عاقلہ ہوتے ہیں۔ خاندان کا ایک ہونا شرط نہیں۔ جہاں عاقلہ نہ ہوں وہاں ابو بکر عصم کے پاس دیت کی تمام ذمہ داری قاتل پر ہے۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 2 صفحہ 36 تا 38 پارہ 5 صفحہ 75 تا 77 پارہ 6 صفحہ 78 اور پارہ 8 صفحہ 54، 55 }

Siddiqui Publications

متفرقات۔Miscellaneous

صاحبو!خود پسندی چھوڑو۔ نفس پرستی چھوڑو۔ غور کرو یہ سب کچھ کیا ہے۔ روپے پیسے کی پوجا! دھن دولت کی پوجا!عہدیداروں کی پوجا!دشمنوں سے ڈرنا! افسوس اب گائے کا گوشت کھانے والے (مسلمان) گائے کا مُوت پینے والے (ہندو) سے ڈر رہے ہیں!یہ سفید چمڑی والوں کو تو معبود سے کیا کم سمجھتے ہیں! اللہ کے بندے ہو تو اللہ ہی سے ڈرو۔ اسی سے مانگو۔ دوسروں کے ہاتھ میں دھرا ہی کیا ہے۔ دوسروں کے پیروں پر گر جاتے ہو اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے۔ تم نے خدا کے لیے اب چھوڑا ہی کیا ہے؟زر پرستی اور مخلوق پرستی تمھارا شیوہ ہے۔ توبہ کرو۔ اللہ کی طرف مڑو۔۔۔ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللہِ۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ27 صفحہ 7 }

ابولہب جس کا نام عبد العزیٰ تھا، حضورؐ کا چچا تھا۔ اسلام کے خلاف وہ اور اس کی بیوی، اُمِ جمیل سب سے پیش پیش تھے۔ روز نیا فتنہ برپا کرتے اور دوسروں کو بھڑکاتے۔ مگر ہوا کیا؟ اسلام برابر ترقی کرتا گیا، ہر طرف پھیلتا گیا۔ ان کی فتنہ انگیزی انھیں کے گلے میں پھانسی بن کر پڑی۔ اس کے ایک بیٹے سے حضورؐ کی ایک صاحبزادی بیاہی گئی تھیں مگر اس نے انہیں بہت ستایا اور پھر طلاق دے ڈالی۔ حضورؐ نے دعا کی۔ پھر ہوا یہ کہ وہ لوگ سفر کرتے تو اس کے گرد سپاہیوں کا حلقہ ہوتا۔ سوتے تو اس لڑکے کو بیچ میں سلاتے۔ ایک دفعہ شیر آیا، بیچ میں سے اسی لڑکے کو اٹھا کر لے گیا۔ نہ تدبیریں کام آئیں نہ دھن دولت۔ رسولِ خدا کا چھوڑا ہوا تیر کیوں کر خطا کرتا۔ ابولہب مرا اور ایسی بری موت مرا کہ تمام جسم سڑ گیا۔ بدبو پیدا ہو گئی۔ چند لوگ بلائے گئے جنھوں نے اسے لے جا کر زمین میں دبایا۔ اتنی سزا بس نہیں۔ آخرت میں بھی یہ شعلہ زن آگ میں داخل ہو گا۔ اسلام کا بول بالا، کافروں کا منہ کالا۔۔۔!

{ حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ30 صفحہ 192،193}